پیغامِ سیرت!

فکرِ آخرت

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم – اما بعد!

دنیا کی زندگی کی طرح انسان کی ایک زندگی آخرت کی زندگی ہے۔اس آخرت کی زندگی کی طرف سے ہم اکثر غافل رہتے ہیں،اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے اور نہ اس کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ہماری تمام تر تیاری اور تگ ودو دنیا کی اس موجودہ زندگی کے لئے ہے،حالانکہ ہم سب خوب جانتے ہیں کہ ہمارا یہ دنیا کا گھر اور اس میں قیام عارضی ہے۔ہر ایک کو ایک نہ ایک دن یہاں سے چلے جانا ہے۔کوئی جلدی چلا جاتا ہے اور کوئی دوسروں کے مقابلے میں ذرا طویل قیام کر کے چلا جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں چل چلاؤ کا سلسلہ ہے اور یہ قیامت تک اسی طرح رہے گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ (بھی) ملعون ہے۔سوائے اللہ کی یاد کے اور جن کو اللہ پسند کرتا ہے اور عالم یا علم سیکھنے والا۔(۱)

۱۔ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم ۴۱۱۲، ترمذی، دارالفکر، بیروت، ۹۴ء، ج۴/ص۱۴۴، رقم ۲۳۴۹،

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اس کا گھر ہے جس کا آخرت (بہشت) میں کوئی گھر نہیں اور یہ اس کے لئے مال ہے جس کا (آخرت میں) کوئی مال نہیں ۔اس کو وہی جمع کرتا ہے جس کے اندر عقل نہیں۔(۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت ہے۔(۲)

دنیا میں نیک و بد، اچھے اور برے دونوں طرح کے لوگ ہوتے ہیں، اگر اچھے لوگوں کو ان کے اعمال صالحہ کی جزا اور برے لوگوں کو ان کی بد اعمالیوں کی سزا نہ دی جائے تو دونوں برابر ہو جائیں اور اچھائی اور برائی میں کوئی امتیاز نہ رہے اور دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے۔

اگر کوئی شخص دنیا کے اعتبار سے خوب آسودہ حال ہے، صحت مند ہے، مال و متاع اور عزت و جاہ والا ہے مگر اس کے ساتھ ہی وہ اللہ کا نافرمان، گنہگار، ظالم و سرکش اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے تو اس کی یہ آسودہ حالی، صحت اور مال و متاع وغیرہ کچھ حقیقت نہیں رکھتے کیونکہ یہ سب جلد ختم ہونے والے ہیں۔یہ سب کچھ زیادہ سے زیادہ اس وقت تک اس کے ساتھ ہے جب تک وہ اس دنیا میں موجود ہے۔ جونہی وہ اس دنیا کی زندگی پوری کر کے آخرت کا رختِ سفر باندھے گا تو ان میں سے کوئی چیز بھی اس کے ساتھ نہ ہوگی۔ یہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ، خالی ہاتھ، تنہا اس دارِ فانی سے دارِ بقا کی طرف کوچ کر جائے گا جہاں دائمی عذاب اس کا منتظر ہوگا، جس سے بچ نکلنے کی نہ کوئی جگہ ہوگی اور نہ کوئی صورت۔اس کے برعکس اگر کوئی شخص دنیا میں مفلوک الحال اور تنگدست ہے، طرح طرح کی مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کرتا ہے مگر وہ مومن ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری اتباع و فرماں برداری کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو اس کے لئے دنیا کی عارضی تکلیفیں اور مصیبتیں کسی قسم کے رنج و ملال کا باعث نہ ہوں گی، اس لئے کہ جب وہ اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر دارِ بقا میں جائے گا تو وہاں اس کو، اس کے ایمان باللہ، اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اعمالِ صالحہ کے نتیجے میں آخرت کی لافانی اور لامحدود نعمتیں ملیں گی جن سے وہ ہمیشہ ہمیشہ لطف اندوز ہوتا رہے گا۔

۱۔مسند احمد، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۹۳ء، ج ۷/ص ۱۰۴، رقم ۲۳۸۹۸، ۲۔ترمذی، ج ۴/ص ۱۴۵، رقم ۲۳۳۰، ابن ماجہ، رقم ۴۱۱۳،

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت کے ادنیٰ ترین شخص کا یہ مقام ہوگا کہ اس کے اسی ہزار خادم اور بہتر ازواج ہوں گی اور اس کا محل موتیوں اور زبرجد و یاقوت سے آراستہ ہوگا اور اس کا رقبہ اتنا ہوگا جیسا کہ جابیہ مقام سے صنعا تک کا فاصلہ (۱)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت پانے والوں کو ان سے اوپر کے بالا خانوں میں رہنے والے (یعنی ان سے بلند درجوں والے جنتی) ایسے نظر آئیں گے جیسے مشرق و مغرب کی جانب بہت دور افق پر چمکنے والا کوئی ستارہ تمہیں نظر آتا ہے۔ ان میں سے ایک طبقے کو دوسرے پر جو فضیلت ہوگی اس کی وجہ سے مراتب میں یہ فرق ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو انبیاؑ کے محل ہوں گے جنہیں انبیاؑ کے سوا کوئی نہ پائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، یہ ان لوگوں کے محلات ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے ہوں گے اور انبیاؑ کی تصدیق کی ہوگی اور ایمان اور تصدیق کا پورا پورا حق ادا کیا ہوگا (۲)۔

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جزا و سزا کا ایک نظام قائم فرما رکھا ہے جس کے تحت انسان کو اس کے اعمال کی کچھ نہ کچھ جزا یا سزا تو اس دنیا میں بھی ملتی ہے تا کہ وہ راہ راست پر آ جائے اور دوسرے لوگ بھی اس سے سبق حاصل کریں۔ البتہ اس کا پورا پورا بدلہ آخرت میں ملے گا خواہ کوئی آخرت پر ایمان رکھے یا نہ رکھے۔

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ○ (۳)

۱۔ ابن حبان، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ص ۴۲۶/ ج ۱۰، رقم ۷۳۵۸، ۲۔ بخاری، مصطفیٰ البابی الحلبی، ص ۱۴۸/ ج ۲، ابن حبان ۴۳۳/۱۰، ۳۔ سورۂ نحل آیت ۲۲،

پس جو لوگ آخرت کا یقین نہیں کرتے، ان کے دل نہیں مانتے اور وہ غرور میں مبتلا ہیں۔

جو لوگ آخرت کو نہیں مانتے، ان کے دل اللہ کی وحدانیت اور اس کی بے شمار نعمتوں کا انکار کرتے ہیں اور قبولِ حق سے تکبر کرتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے۔ اس سے کوئی بات چھپی ہوئی نہیں۔ اس لئے وہ ہر عمل پر جزا یا سزا دے گا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے۔

قرآن کریم نے کئی جگہ اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ نیک و بداعمال کا نتیجہ یکساں نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ O (۱)

کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام بھی کئے، ان کی مانند کر دیں جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا پرہیزگاروں کو بدکاروں کے برابر کر دیں۔

قرآن کریم نے دنیوی زندگی کو کھیل تماشا کہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا ھٰذِہِ الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَھْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ O (۲)

اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل تماشا ہے اور ہمیشہ کی زندگی (کا مقام) تو آخرت کا گھر ہے۔ کاش یہ (لوگ) سمجھتے۔

بغوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ذکر کی ہے۔ اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے کچھ مومن بندے مجھ سے بابِ عبادت میں داخلے کی دعا کرتے ہیں مگر میں ان کو بابِ عبادت میں داخل ہونے سے روک دیتا ہوں تا کہ ان میں غرور نہ آ جائے جو ان کو تباہ کر دے۔ میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ دولت ہی ان کے ایمان کو درست رکھتی ہے، اگر میں ان کو مفلس کر دوں تو

۱۔ سورۂ ص، آیت ۲۸، ۲۔ سورۂ عنکبوت، آیت ۶۴،

افلاس ان کے ایمان کو بگاڑ دے، اور میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کو سنبھالے رکھنے والا صرف افلاس ہوتا ہے، اگر میں ان کو دولت مند بنا دوں تو دولت ان کے ایمان کو بگاڑ دے اور میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ تندرستی ہی ان کے ایمان کو صحیح رکھنے والی ہے۔ اگر میں ان کو بیمار کردوں تو بیماری ان کے ایمان کو بگاڑ دے اور میرے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی درستی صرف بیماری سے ہوتی ہے، اگر میں ان کو تندرست کردوں تو صحت ان کے ایمان کو بگاڑ دے، میں بندوں کے دلوں کی حالت جانتا ہوں اور اسی علم کے مطابق اپنے بندوں کا انتظام کرتا ہوں۔(۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ؕ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ۝ (۲)

تم خوب جان لو کہ (آخرت کے مقابلے میں) دنیوی زندگی محض کھیل تماشا اور ایک (ظاہری) زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور مال واولاد کی کثرت پر بعض کا بعض سے مقابلہ کرنا ہے۔(اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس سے اُگی ہوئی) کھیتی کسانوں کو بھلی لگتی ہے، پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر وہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے، پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں عذاب شدید ہے۔اور اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی (بھی) ہے اور دنیوی زندگی محض سامانِ فریب ہے۔

پس اللہ کے دشمنوں کو آخرت میں شدید عذاب ہوگا کیونکہ وہ دنیوی زندگی میں لہو ولعب اور کھیل تماشے میں مشغول تھے۔اور آخرت میں نفع دینے والے امور سے بالکل غافل تھے۔جو شخص دنیا کی

۱۔قاضی ثنا ءاللہ پانی پتی تفسیر مظہری، دہلی، ج ۷/ص ۲۲۱، ۲۔سورۂ حدید، آیت ۲۰،

زندگی کو آخرت کی بھلائی کے کاموں میں صرف نہ کرے اس کے لئے دنیا فریب گاہ ہے اور جو شخص اپنے اوقات آخرت کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کے لئے یہ زندگی موجب خیر و برکت ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ○ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۚ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ○ (۱)

لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت مزین کر دی گئی، جیسے عورتیں، بیٹے (اولاد) اور سونے چاندی کے ڈھیر، نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی۔ یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور اچھا ٹھکانا تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہہ دیجئے کہ کیا میں تمہیں ان چیزوں سے بہت بہتر چیز نہ بتاؤں (وہ یہ کہ) جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لئے) پاکیزہ بیویاں اور اللہ کی رضا ہے اور اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

بعض دنیوی چیزوں میں انسان کے لئے طبعی طور پر کشش اور رغبت رکھی گئی ہے اس لئے یہ چیزیں اسے بہت پسند ہیں۔ ان چیزوں کو عزیز رکھنا بذاتِ خود گناہ نہیں بلکہ ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے شرعی حدود و قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ یہ صرف دنیا میں کام آنے والی چیزیں ہیں۔ دنیا خود بھی فانی ہے اور اس کے تمام سامان بھی فانی ہیں۔ جونہی انسان دنیا سے رخصت ہوتا ہے، ان اشیا سے اس کا تعلق

۱۔ سورۂ آل عمران، آیات ۱۴، ۱۵۔

بھی ٹوٹ جاتا ہے۔اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ دنیوی ساز و سامان کو مقصد زندگی نہ بنائے بلکہ شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے اور اس کے ساتھ ہی آخرت کا سامان بھی کرے، کیونکہ آخرت کی زندگی ہی اصل اور باقی رہنے والی زندگی ہے، مگر اکثر لوگ ان دنیوی چیزوں پر فریفتہ ہوکر آہستہ آہستہ ان ہی کو اپنا مقصد حیات بنالیتے ہیں، آخرت سے غافل ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا:

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ O (۱)

اللہ جس کا چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور (اہل مکہ) دنیا کی زندگی پر خوش ہو رہے ہیں، اور آخرت (کے مقابلے) میں دنیا کی زندگی بہت تھوڑا فائدہ ہے۔

پس اللہ جس کو چاہتا ہے وسعت کے ساتھ رزق دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے رزق کو تنگ کر دیتا ہے، رزق میں تنگی اور کشادگی اس کی حکمت بالغہ اور مصلحت کاملہ کے تحت ہے نہ کہ کسی کی اپنی ہوشیاری اور اہلیت کے سبب۔اہل مکہ اس دنیا کی زندگی پر فریفتہ ہیں اور اللہ نے ان کے رزق میں جو کشادگی فرمادی ہے اس پر وہ اتراتے ہیں اور اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے۔حالانکہ دنیا زندگی اور اس کے عیش و عشرت پر ان کا اترانا بالکل بے معنی ہے اس لئے کہ دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں صرف ایک حقیرسی متاع ہے جو دنیا کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی۔

مسند احمد میں مستورد بن شداد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخرت کے مقابلے میں دنیا ایسی ہی ہے جیسے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈبو کر نکالے اور دیکھے کہ کیا لائی ہے۔(۲)

حقیقت میں اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا O وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى O (۳)

تم اپنی دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بدرجہا بہتر ہے اور ہمیشہ باقی

۱۔سورۂ رعد آیت ۲۶، ۲۔مسند احمد، ج ۵/ص ۲۷۰، ۳۔سورۃ الاعلیٰ، آیت ۱۶،

رہنے والی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ج وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ج اَفَلَاتَعْقِلُوْنَ O (۱)

اور جو کچھ (مال و اسباب) تمہیں دیا گیا ہے وہ دنیاوی زندگی کا (عارضی) سروسامان اور زینت ہے اور جو (اجروثواب) اللہ کے پاس ہے وہ (دنیوی سامان وزینت سے) بہت بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں۔

قرآن کریم نے مومنوں اور نیک لوگوں کو جگہ جگہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کی خوشخبری سنائی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا کہ آخرت کی بھلائی دنیا کی ہر بھلائی سے بہتر ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ط وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ ط وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِیْنَ O (۲)

جن لوگوں نے نیک کام کئے ان کے لئے دنیا میں (بھی) بھلائی ہے اور آخرت کا گھر سب سے اچھا ہے اور کتنا اچھا ہے اللہ سے ڈرنے والوں کا گھر۔

جن لوگوں نے اس دنیا میں نیک اعمال کئے ان کو دنیا و آخرت دونوں جہان کی بھلائی حاصل ہوگی۔ پرہیزگاروں کے لئے آخرت میں جنت عدن ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور جس کے محلوں کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ پرہیزگاروں کو اس جنت میں ہر وہ چیز میسر ہوگی جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسے ہی اجروثواب اور بدلے دیتا ہے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ O (۱)

۱۔ سورۂ قصص آیت ۶۰،   ۲۔ سورۂ نحل، آیت ۳۰،

اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی، اور ہمیں
دوزخ کے عذاب سے بچا۔

انبیا علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ جس طرح وہ اللہ تعالٰی سے آخرت کی بھلائی اور بہتری مانگتے ہیں اسی طرح وہ دنیا کی بھلائی اور آسائش بھی طلب کرتے ہیں۔اسی طرح جولوگ آخرت کو پیش نظر رکھتے ہیں وہ اپنی دعاؤں میں دنیا وآخرت دونوں کی بھلائی مانگتے ہیں۔پس انسانی زندگی کا اصل مقصد دنیا کی بھلائی نہیں بلکہ آخرت کی بھلائی ہے۔اگر محض دنیا کو زندگی کا مقصد بنا لیا جائے تو ممکن ہے اس سے دنیا مل جائے ،مگر آخرت یقیناً ہاتھ سے نکل جائے گی۔اس کے برعکس اگر آخرت کی بھلائی کے لئے کوشش کی جائے تو اس کی برکت سے دنیا خود بخود آئے گی۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ۝ (۲)

جو شخص آخرت کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کی کھیتی بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص دنیا کی کھیتی چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا میں، اس میں سے کچھ حصہ دے دیتے ہیں مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ (۳)

اور جو کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو ہم اس کو (دنیا ہی میں) کچھ دے دیتے ہیں اور جو کوئی آخرت کا بدلہ چاہتا ہے تو ہم اس کو اس میں سے دیں گے اور ہم شکر گزاروں کو پورا پورا اجر دیں گے۔

۱۔سورۂ بقرہ، آیت ۲۰۱،　　۲۔سورۂ شوریٰ، آیت ۲۰،　　۳۔آل عمران، آیت ۱۴۵،

پس جس کا عمل دنیا کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق جو کچھ اس کے مقدر میں ہوتا ہے وہ اس کو دنیا میں دے دیتا ہے مگر آخرت میں وہ خالی ہاتھ رہتا ہے اور جس نے آخرت طلب کی تو اس کو آخرت تو ملتی ہی ہے مگر وہ دنیا میں بھی اپنے مقدر کے مطابق اس میں سے اپنا حصہ پا لیتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کی نیت طلب آخرت کی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں دنیا کی طرف سے بے نیازی پیدا کر دیتا ہے اور اس کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کی نیت طلب دنیا کی ہو تو اللہ تعالیٰ محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس کی حاجت کبھی پوری نہیں ہوتی اور دنیا میں اس کو اتنا ہی ملتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے۔(۱)

اور ارشاد ہے،

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ (۲)

جو کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے تو اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت دونوں کا بدلہ ہے۔

پس جو شخص اپنی تمام تر توانائیاں اور کوششیں صرف حصول دنیا میں صرف کرتا ہے تو وہ جان لے کہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں اللہ تعالیٰ ہی کے قبضے میں ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت دونوں کا مالک ہے۔ جب تو اس سے دنیا اور آخرت دونوں طلب کرے گا تو وہ تجھے دونوں دے گا کیونکہ تمام خزانوں کی کنجیاں اس کی مٹھی میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ (۳)

جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتا ہے تو ہم ان کے اعمال کا بدلہ دنیا میں ہی پورا کر دیتے ہیں اور ان کو اس میں کچھ نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہی وہ لوگ ہیں

ا۔ تفسیر مظہری، ص ۱۵۲/ ج ۲، ۲۔ سورۂ نساء آیت ۱۳۴، ۳۔ سورۂ ہود، آیت ۱۵، ۱۶،

جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا
وہ سب برباد ہوا اور جو کچھ وہ کر رہے ہیں وہ (بھی) بے اثر ہے۔

منکرینِ اسلام عذاب کی وعید پر کہتے ہیں کہ ہم تو بڑے بڑے کام کرتے ہیں مثلاً خیرات و صدقات خدمت ورفاہِ عام، غریب پروری، صلہ رحمی اور مہمان نوازی وغیرہ۔ اس لئے قیامت کے روز ان کو کوئی عذاب نہیں ہوگا بلکہ ان کو نیک کاموں کا ثواب ملے گا۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے جواب میں فرمایا کہ جو شخص صرف دنیا کی زندگی اور اس کی رونق کا متمنی ہو اور آخرت پر نظر نہ کرے تو ہم اس کو دنیا ہی میں اس کے نیک اعمال کا پورا پورا بدلہ دے دیتے ہیں جو مال و دولت، عزت و شرف اور کثرت اولاد کی شکل میں ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو آخرت میں دوزخ کے سوا کچھ نہیں ملے گا، انہوں نے دنیا میں جو اعمال کئے تھے وہ چونکہ حصول دنیا اور نام و نمود کے لئے کئے تھے اس لئے آخرت کے اعتبار سے وہ سب برباد اور اکارت ہو گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ریاکاروں کی نیکیوں کا بدلہ اسی دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں کی جاتی۔ پس جو شخص دکھاوے کے لئے نماز پڑھے یا روزے رکھے یا تہجد پڑھے تو اس کا اجر اسے دنیا میں ہی مل جاتا ہے۔ آخرت میں وہ خالی ہاتھ اور محض بے عمل اٹھتا ہے۔(۱)

حضرت سمرہ بن جندب نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں میں بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جن کے زانوں تک آگ کے شعلے پہنچیں گے اور بعض وہ ہوں گے جن کے کمر تک ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے کہ ان کے گلے تک آگ کے شعلے ہوں گے۔(۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں سترواں حصہ ہے (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) آپ سے پوچھا

۱۔ تفسیر ابن کثیر، عیسیٰ البابی الحلبی، مصر، ص ۴۳۹/ ج ۲۔ ۲۔ مسلم، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۹۸ء، ص ۳۱۸/ ج ۴، رقم ۲۸۴۵۔

گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کافروں اور گنہگاروں کو عذاب دینے کے لئے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں جہنم کی آگ انہتر گنا ہے۔(۱)

دوسری جگہ ارشاد ہے،

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَ سَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ○ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ○ اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ وَّ اَكْبَرُ تَفْضِيْلًا ○ (۲)

جو شخص دنیا کا طالب ہو ہم اس کو اسی میں جلد دے دیتے ہیں، جتنا چاہیں اور جسے چاہیں۔ پھر اس کا ٹھکانا دوزخ ہوتا ہے۔ جہاں وہ ذلیل وخوار ہو کر داخل ہوتا ہے اور جو آخرت کا طالب ہوتا ہے اور وہ اس کے لئے پوری کوشش کرتا ہے اور وہ ایماندار بھی ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوتی ہے۔ ہم تیرے رب کی بخشش سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں (طالب دنیا کی بھی اور طالب آخرت کی بھی) اور تیرے رب کا انعام کسی سے رکا ہوا نہیں۔ دیکھو ہم نے کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ (اسی پر آخرت کی فضیلت کو قیاس کرو) آخرت تو درجات میں بہت بڑی اور فضل میں بہت اعلیٰ ہے۔

پس جو شخص دنیا کو طلب کرتا ہے اور آخرت پر یقین نہیں رکھتا تو ضروری نہیں کہ اس کی ہر

۱۔ بخاری، ۲/۱۴۹، ترمذی ۴/۲۶۵، رقم ۲۵۹۸، مسلم ۴/۳۱۷، رقم ۲۸۴۳، ابن حبان ۱۰/۲۷۶، رقم ۷۴۱۹،

۲۔ سورۂ بنی اسرائیل، آیات ۱۸، ۲۱،

چاہت اور اس کی ہر خواہش پوری ہو جائے بلکہ ہم جس کے لئے مناسب سمجھتے ہیں اور جتنا چاہتے ہیں اس کو فوراً دنیا ہی میں دے دیتے ہیں۔لیکن ایسے لوگ آخرت میں خالی ہاتھ رہ جائیں گے۔چونکہ اس نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی اس لئے ہم نے آخرت میں اس کا ٹھکانا جہنم میں بنا دیا جس میں وہ ذلت و خواری کے ساتھ داخل ہوگا۔

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کی چپلیں اور ان چپلوں کے تسمے آگ کے ہوں گے۔ان کی گرمی سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح چولہے پر دیگچی کھولتی ہے۔وہ نہیں خیال کرے گا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ سخت عذاب میں بھی ہے (یعنی وہ اپنے آپ کو سب سے زیادہ سخت عذاب میں سمجھے گا) حالانکہ وہ دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا ہوگا۔(۱)

جو شخص آخرت کو طلب کرتا ہے اور ایمان کی حالت میں آخرت کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے اور اوامر و نواہی کی پابندی اور اعمال صالحہ کرتا ہے تو ایسے لوگوں کی یہ کوشش اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہوگی،ان کو ان کے اعمال صالحہ کا پورا پورا اجر و ثواب دیا جائے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔اس کو دنیا میں بھی (اس نیک کام کا) کچھ بدلہ ملتا ہے اور آخرت میں ثواب ملتا ہے اور کافر (چونکہ آخرت کی فکر ہی نہیں رکھتا اس لئے اس) کا حساب دنیا ہی میں بھگتا دیا جاتا ہے۔اس کے نیک اعمال کے بدلے میں دنیا کی دولت و عزت اور صحت و راحت اس کو دے دی جاتی ہے۔یہاں تک کہ جب وہ آخرت میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس کچھ نہیں ہوتا جس کا معاوضہ وہاں پائے۔(۲)

بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں سوائے تین کچے چمڑوں کے اور کچھ دکھائی نہ دیا۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا فرمایئے کہ اللہ آپ کی امت کو فراخی عطا

۱۔ مسلم ۱۲۶/۱، رقم ۳۶۴، ترمذی ۱۷۲/۴، رقم ۲۶۱۳، ۲۔ مسلم، ج۴، ص۳۰۱، رقم ۲۸۰۸،

فرمائے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اہل فارس اور اہل روم کو اللہ نے مالی وسعت عطا فرمائی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے ۔آپ تکئے سے کمر لگائے ہوئے تھے ۔حضرت عمر کے یہ الفاظ سن کر سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا اے عمر تم اب تک اسی خیال میں پڑے ہو۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کی نیکیوں کا بدلہ انہیں دنیا ہی میں دے دیا گیا ہے ۔(۱)

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ؕ (۲)

اور اسی کے پاس غیب (کے خزانوں) کی کنجیاں ہیں ۔جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اللہ تعالیٰ ہی غیب کی تمام چیزوں پر اپنے علم محیط کے ساتھ مطلع اور ان سب پر اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ قادر ہے ۔وہ ہر چیز کو جانتا ہے خواہ وہ کسی پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں ۔ہر بحر و بر میں کل کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم میں ہے ۔دوسری جگہ ارشاد ہے ۔

وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ○ (۳)

اور ایسی کوئی بھی چیز نہیں جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اس (چیز) کو ایک مقررہ مقدار سے اتارتے ہیں ۔

انسانوں کے سامان معاش و رزق میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جس کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ہوں وہ ان میں سے جتنا چاہتا ہے جب چاہتا ہے اور جہاں چاہتا ہے نازل فرما دیتا ہے ۔اللہ تعالیٰ ہی تمام چیزوں کا تنہا مالک ہے ۔ہر کام اس پر آسان ہے ۔

اور ارشاد ہے ۔

وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ (۴)

اور اللہ ہی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کے خزانے ،

اللہ نے انسان کو بے مقصد پیدا نہیں فرمایا اور نہ اس کو دنیا میں اس لئے بھیجا کہ وہ حیوانوں ،

۱۔مظہری ۴/۷۵، ۲۔سورۂ انعام،آیت ۵۹، ۳۔سورۂ حجر آیت ۲۱، ۴۔سورۂ منافقون،آیت ۷،

جانوروں،حشرات اورنباتات وجمادات کی مانند پیدا ہو، پلے بڑھے اورمر کرفنا ہو جائے ،انسان چونکہ اللہ کا خلیفہ ونائب اور مسجو دِملائک ہے اس لئے اس کو اپنا مقام پہچانتے ہوئے اللہ کے سوا کسی اور کے آگے نہیں جھکنا چاہیے۔اس کو تو صرف اللہ کا بندہ بن کر اس کے احکام کے آگے پوری طرح سر تسلیم خم کر دینا چاہئے تاکہ اس کی رضا اور خوشنودی حاصل ہو۔اسی کا نام عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کو انسان کی تخلیق کا مقصد فرمایا ہے۔اسی میں انسان کے لئے آخرت کی بھلائی ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (۱)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادت کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی پوری عملی و ذہنی طاقت وقوت اللہ تعالیٰ کی کامل فرماں برداری اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صرف کر دے اور اللہ کی نافرمانی سے بچتا رہے۔تمام آسمانی کتابوں اور انبیا کرام علیہم السلام کو اس دنیا میں بھیجا ہی اس لئے گیا کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ تمام کائنات کا خالق و مالک اور رب صرف ایک اللہ ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں اس لئے خالص اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں انسان کی تخلیق کا جو مقصد بیان فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی عبادات ومعاملات،اس کا سونا جاگنا،اس کا چلنا پھرنا،اٹھنا بیٹھنا،کھانا پینا اور اس کا ہر لحہ اور ہر حرکت وسکون اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہو اور اس کے ہر فعل اور کلام کا مقصد اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت اور فرماں برداری ہو۔چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ○ (۲)

آپ کہہ دیجئے کہ بلاشبہ میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔

جس نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے غصہ کیا،اللہ ہی کے لئے دیا اور اللہ ہی کے

۱۔سورۂ ذاریت،آیت ۵۶،　　۲۔سورۂ انعام آیت ۱۶۳،

لئے منع کیا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔(۳)

آخرت کی بھلائی کے حصول کا ذریعہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے اور بندگی یہ ہے کہ بندہ اس کے احکام کو دل و جان سے قبول کر کے ان پر اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔ اسی کا نام ایمان و عمل صالح ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور آخرت میں جنت ملتی ہے اور دنیا میں اس کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان اور انعام ہے کہ السیرہ کا پانچواں شمارہ قارئین کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، ہم ان تمام اہل علم کے بھی شکر گزار ہیں جن کا تعاون ہمیں حاصل ہے، اللہ تعالیٰ ان کی کوشش و سعی کو قبول فرمائے، اور ہم سب کو اخلاص عطا فرمائے۔ آمین

- - - - - - - - - - - - -

ا۔ ابوداؤد، دارالفکر، بیروت، ص ۲۴۸/ ج۴، رقم ۴۶۸۱،